ڈاکٹر ریحان اختر قاسمی*

عصر حاضر میں اسلامی قوانین جنگ کی معنویت

تاریخ عالم گواہ ہے کہ اس کرۂ ارضی پر لڑی جانے والی اکثر وبیشتر جنگوں میں نہ کسی ضابطے کا خیال رکھا جاتا ہے اور نہ ہی کسی قوانین واصول کی پاسداری کا خیال ذہن انسانی میں آتا ہے۔ بلکہ ان جنگوں کے ذریعہ کائنات انسانی کو فتنہ وفساد کی آماجگاہ بنادیا جاتا ہے اور انسانوں کو بے دریغ تہہ تیغ کردیا جاتا ہے اور جب میدان کارزار گرم ہوتو بلا فرق وامتیاز سب لوگوں کیساتھ ایک سلوک وبرتاؤ کیا جاتا ہے۔

انسان کا بنایا ہوا ضابطہ اور وضع کیا ہوا قانون حالات کے نشیب وفراز اور مستقبل میں پیش آمدہ احوال وکوائف سے ناواقفیت پرمبنی ہوتا ہے اور انسانوں کے بنائے ہوئے قانون میں مخصوص رنگ ونسل اور جنس وعلاقہ کے رجحانات کی عکاسی ہوتی ہے، اس لیے ایسے قانون کو ہمہ گیریت اور جامعیت کا مقام نہیں ملتا۔ ان کے یہاں جنگ کے اغراض ومقاصد کا وجہ جواز کیا ہے، اس کا مقصد کیا ہے۔ کن حالات میں جنگ کی اجازت دی جاسکتی ہے اور کن مواقع میں جنگ کی اجازت نہیں ہے؟ کیا کمزور انسانوں پر اپنا تسلط قائم کرنے کیلئے جنگ کو بنیاد بنایا جاسکتا ہے۔ کیا یہ قرینہ قیاس اور مناسب ہے کہ جب جی چاہا اپنے جابرانہ نظام کے تسلط کو قائم کرنے کیلئے کسی بھی ملک کی سرحد میں جنگی جہاز اتاردیا؟ ان تمام سوالوں کا تشفی بخش جواب انسانی قوانین جنگ میں نہیں مل سکتا اسلئے انسانوں کا خودساختہ قانون امن وآشتی کا ضامن نہیں بن سکتا۔

اس کے بالمقابل دین اسلام امن وسلامتی کا دین ہے۔ اسلام نے میدان جنگ کے لئے اصول وضابطے مقرر کئے ہیں۔ ان کا پاس ولحاظ رکھنا ہر اہل ایمان پر فرض ہے۔ اس کے اصول وقواعد سے کسی کو مفر نہیں ہے، کیونکہ اعلیٰ وارفع مقصد کے حصول کیلئے جب جنگ ناگزیر ضرورت بن جائے تو تلوار اٹھانے والوں کو کھلی چھوٹ نہیں ملتی ہے، بلکہ حدود وقیود میں رہ کر فتنہ وفساد، سفاکیت ودرندگی اور ظلم وجور کے سد باب کے لئے اپنی طاقت وقوت کا استعمال بجا قرار دیا جاتا ہے۔

---

* شعبۂ سنی دینیات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ (انڈیا)

یہ اعزاز تو صرف اسلام کو حاصل ہے کہ اس نے جنگ وجہاد کے واضح مقاصد متعین کئے اور اس کے آداب واصول مرتب کئے اور بلاجواز قتل وخون ریزی کو سنگین جرم قرار دیا۔ کسی مسلمان فرد کو یا اسلامی حکومت کو ان بنیادی اصول وضوابط میں ترمیم کا حق حاصل نہیں ہے۔ اسلامی قوانین ہم گیر اور دائمی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ نامور مصری عالم رقم طراز ہیں:

> ''اسلام کی یہ جنگیں کسی فوجی قائد کی خودغرضی اور ہوس ملک گیری کی پیداوار نہیں تھیں نہ ان کے پیچھے دوسروں کو غلام بنانے کا جذبہ کارفرما تھا، بلکہ یہ جنگیں محض خدا کے لئے لڑی گئیں اور ان کا اصل مقصد رضائے الٰہی کے حصول کا جذبہ تھا، مگر بات صرف جذبہ پر ہی ختم نہیں ہوجاتی، بلکہ اس نے ان جنگوں کے لئے باقاعدہ اصول وقوانین بھی مقرر کئے''۔ (۱)

اسلامی قوانین جنگ کے تعلق سے ذیل میں وہی امور بیان کیے جارہے ہیں جن پر قوانین جنگ کی بنیاد قائم ہے۔ ذیل میں اختصار کے ساتھ ان امور کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔

اطاعت امیر:

اسلامی قانون میں جنگ کے تمام اعمال کی ذمہ داری اور امرونہی کے تمام اختیارات کا حامل امیر کو بنایا گیا ہے۔ کوئی بھی معمولی جنگ کی کاروائی امیر کی اجازت کے بغیر نہیں کی جاسکتی ہے۔ اسلام نے اطاعت امیر کو خود خدا اور رسول کی اطاعت کے برابر قرار دیا ہے اور اس کی نافرمانی کو وہی درجہ دیا جو رسول خدا کی نافرمانی کا ہے۔ اطاعت امیر کو خیر وفلاح کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے ارشاد ربانی ہے:

> يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ أَطِيعُواْ اللّهَ وَأَطِيعُواْ الرَّسُولَ وَأُوْلِي الأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلاً (۲)

> ''اے ایمان لانے والو! تم اللہ اور رسول کا کہنا مانوں اور تم میں جو اہل حکومت ہیں ان کا بھی۔ پھر اگر کسی امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور اس کے رسول کے حوالے کر دیا کرو اگر تم اللہ اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ امور سب بہتر ہیں اور ان کا انجام بہتر ہے۔''

نبی کریم ﷺ کا پاک ارشاد ہے:

> الغزوغزوان، فأمامن ابتغى وجه الله واطاع الامام وانفق الكريمة وياسرالشريك

واجتنب الفساد فان نومه ونبهه أجر كله وامامن غزافخراوریاء وسمعه عصی الامام وافسد فی الارض فانه لم یرجع بالکفاف۔ (۳)

''لڑائی دوقسم کی ہیں، جس شخص نے خالص اللہ کی رضا کے لئے لڑائی کی اور اس میں امام کی اطاعت کی اپنا بہترین مال خرچ کیا اور فساد سے پرہیز کیا تو اس کا سونا جاگنا سب اجر کا ذریعہ ہے اور جس نے دنیا کو دکھاوے اور شہرت وناموری کے لئے جنگ کی اور اس میں امام کی نافرمانی کی اور زمین میں فساد پھیلایا تو وہ برابر بھی چھوٹے گا۔ یعنی الٹا عذاب میں مبتلا ہوگا۔''

ایک دوسرے مقام پر حدیث پاک میں آتا ہے:

من اطاعنی فقد اطاع اللّٰہ ومن عصانی فقد عصی الله ومن اطاع الامام فقد اطاعنی ومن عصی الامام فقد عصانی (۴)

''جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی اور جس نے امام کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امام کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر کی اطاعت پر اس قدر زور دیا کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک حبشی غلام جس کے ناک کان کٹے ہوئے ہوں، حاکم بنادیا جائے تو اس کی اطاعت بھی واجب ہے۔ ارشاد سنیے:

ان امرعلیکم عبدحبشی مجدع فاسمعوا لہٗ واطیعوا ماقادکم بکتاب الله (۵)

''اگر تم پر ایک حبشی غلام جس کے ناک کان کٹے ہوئے ہوں، حاکم بنادیا جائے اس کی بھی اطاعت کرو، بشرطیکہ وہ کتاب اللہ پر تمہیں عمل کرواتا ہو۔''

دوران جنگ اگر اطاعت امیر کو پیش نظر نہ رکھا جائے تو اس سے شکست وہزیمت کے ساتھ ساتھ جانی ومالی نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے۔ جیسا کہ غزوۂ احد میں فرمان نبوی سے حکم عدولی اور امیر کی اطاعت نہ کرنے کی وجہ سے بڑا جانی ومالی نقصان اٹھانا پڑا تھا۔ اس واقعہ کی تفصیل سیرت کی کتابوں میں موجود ہے۔ پس یہ قرآن وسنت کی درخشاں تعلیمات کی روشنی میں یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اسلامی تعلیمات میں اطاعت امیر ایک اہم حکم ہے جس کی اطاعت ہر فرد مجاہد پر لازم ہے، ورنہ اس کے دور رس منفی اثرات ونتائج مترتب ہوں گے۔

ایفائے عہد:

ایفائے عہد کے تعلق سے کتاب اللہ میں متعدد فرامین وہدایا موجود ہیں حضورﷺ نے بھی اس کی سخت تاکید کی ہے،ایک جگہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَوْفُواْ بِعَهْدِ اللّهِ إِذَا عَاهَدتُّمْ وَلاَ تَنقُضُواْ الأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلاً إِنَّ اللّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُون (۶)

''اورتم اللہ کا عہد پورا کردیا کرو جب تم عہد کرو اور قسموں کو پختہ کرلینے کے بعد انہیں مت توڑا کرو، حالانکہ تم اللہ کو اپنے آپ پر ضامن بناچکے ہو بے شک اللہ خوب جانتا ہے جوتم کرتے ہو۔''

وفاشعاری اور تقویٰ کی سند وہ حضرات حاصل کرتے ہیں جولوگوں سے کئے ہوئے عہد وپیان کو نہیں توڑتے، بلکہ پایۂ تکمیل تک پہنچاتے ہیں، اللہ رب العزت کے احکام کی پابندی کرتے ہوئے ایفائے عہد کرتے ہیں اور جس قول وقرار کو برقرار رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، خشیت الٰہی کے ساتھ اس کی پاسداری ولحاظ بھی کرتے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الَّذِيْنَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللّهِ وَلاَ يِنقُضُونَ الْمِيْثَاقَ وَالَّذِيْنَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الحِسَاب (۷)

''اور جولوگ اللہ سے جو کچھ انہوں نے عہد کیا، اس کو پورا کرتے ہیں اور وہ اس عہد کو توڑتے نہیں۔اور یہ ایسے ہیں کہ اللہ نے جن علاقوں کو قائم رکھنے کا حکم دیا ہے، ان کو قائم رکھتے ہیں اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور سخت عذاب کا اندیشہ رکھتے ہیں۔''

عہد وپیان اگر کرلیا ہے تو اس کو نبھانا ضروری ہے ورنہ نقض عہد کی وجہ سے اس سے مواخذہ ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَأَوْفُواْ بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْؤُولاً (۸)

''اور وعدہ پورا کیا کرو یقیناً وعدہ کے لئے ضرور باز پرس ہوگی۔''

مشرکین مکہ نے ابورافع کو اپنا قاصد بناکر بارگاہ رسالتؐ میں بھیجا۔ بارگاہ نبویؐ کا اثر ابورافع کی ذات پر اتنا ہوا کہ مشرف بہ اسلام ہوگئے اور حضورؐ سے عرض کیا کہ میں کافروں کے پاس واپس نہیں جاؤں گا۔آپؐ نے فرمایا تم قاصد ہو اور قاصد کو روک لینا عہد وپیان کی خلاف ورزی ہے۔تم ابھی جاؤ، پھر

واپس آجانا۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔

ان ابا رافع اخبرہٗ قال بعثنی قریش الی رسول للہ فلمارایت رسول اللہ ﷺ القی فی قلبی الاسلام فقلت یارسول اللہ ﷺ انی واللہ لاارجع الیھم ابدا فقال رسول اللہؐ انی لااخیس بالعھد ولااحبس البرد ولکن ارجع فان کان فی نفسک الذی فی نفسک الان فارجع۔ (۹)

''ابورافع نے فرمایا کہ قریش نے مجھے نمائندہ بنا کر نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا۔ جب میں نے نبی کریمؐ کو دیکھا تو اللہ نے میرے دل میں اسلام ڈال دیا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہؐ خدا کی قسم میں اب کبھی ان کی طرف لوٹ کر نہیں جاؤں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں عہد نہیں توڑتا اور نہ قاصد کو قید کرتا۔ تم اس وقت واپس جاؤ اور جو چیز اس وقت تمہارے دل میں ہے اگر وہ برقرار رہے تو واپس چلے آنا۔''

اسی طرح صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت ابو جندل پاؤں میں زنجیریں پہنے ہوئے آئے اور زخموں سے چور بدن کو حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا اور عرض کیا کہ مشرکین مکہ مجھ پر مصائب وآلام کے پہاڑ توڑ رہے ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، لیکن مشرکین مکہ سے معاہدہ ہو چکا ہے کہ کوئی مسلمان اگر مکے سے بھاگ کر آئے گا تو ہم اس کو قریش کے پاس بھیج دیں گے۔ صحابہ کرام کی جماعت حضور ﷺ سے سفارش کر رہی تھی کہ ان کو واپس نہ بھیجا جائے تا کہ ابو جندلؓ مزید جور وستم کا نشانہ نہ بنیں لیکن آپؐ نے فرمایا کہ معاہدہ لکھا جا چکا ہے۔ اس کی خلاف ورزی نہیں کی جائے گی۔ لہٰذا ابو جندلؓ کو آپؐ نے پناہ دینے سے انکار کر دیا اور حسب معاہدہ وہ قریش مکہ کے حوالے کر دیئے گئے۔

ان تمام آیات، احادیث مبارکہ اور واقعات سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ آپؐ نے جو معاہدہ کیا ان کو ہر حال میں پورا کیا۔ حالانکہ آپ ﷺ کو یہ خوب معلوم تھا کہ مکہ کے مسلمان ناگفتہ بہ مصائب ومشکلات سے دوچار ہیں لیکن آپؐ نے تاحین حیات ایفائے عہد کا عظیم الشان نمونہ پیش کیا، بلکہ آپؐ نے تو یہاں تک فرمایا کہ کسی معاہد سے عہد و پیمان توڑنے والا جنت کی خوشبو سے محروم ہوگا۔ حدیث شریف میں آتا ہے:

قال رسول اللہ ﷺ من قتل معاھداً فی غیر کنھہ حرم اللہ علیہ الجنۃ (۱۰)

''حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی معاہد کو بغیر کسی وجہ سے قتل کر دے تو اللہ اس پر جنت حرام

کردیتاہے۔"

ایک اور حدیث میں حضورﷺ کا ارشاد ہے:

من کا بینه وبین قوم عهد فلایشد عقدة ولا یحلها حتی ینقضیٰ امدها اوینبذالیهم علی سواء(۱۱)

"جس کا کسی قوم سے معاہدہ ہو تو اس گرہ کو مضبوط کرے اور وہ نہ کھولے یہاں تک کہ جب مدت گذر جائے تو وہ برابری پر عہد کو توڑے۔"

اسیران جنگ کے قتل کی ممانعت:

اہل عرب اسیران جنگ سے نہایت برا سلوک و برتاؤ کیا کرتے تھے جیسا کہ موجود دور میں امریکہ گوانتاموبے جیل میں قیدیوں کے ساتھ کیا جانے والے والا برتاؤ دنیا کے سامنے موجود ہے۔ لیکن اس کے بالمقابل اسلام نے جنگی قیدیوں کے ساتھ مشفقانہ سلوک کی تاکید فرمائی اور یہ قانون وضع کردیا کہ نہ ہی ان کو ایذا پہنچایا جائے گا اور نہ ہی ان کو قتل کیا جائے گا۔ آپؐ کا پاک ارشاد ہے:

لاتجهزن علی جریح ولا یتبعن مدبر ولایقتلن اسیر ومن اغلق بابه فهوامن۔(۱۲)

"زخمی پر حملہ نہ کرو بھاگنے والے کا پیچھا نہ کرو قیدیوں کو قتل نہ کرو اور جو اپنا دروازہ بند کرے اس کو امان دیدو۔"

اسیران جنگ سے متعلق اسلام کا قانون یہ ہے کہ جنگ جب اپنے اختتام کو پہنچ جائے تو انہیں بغیر فدیہ کے آزاد کردیا جائے یا تو فدیہ لے کر رہا کردیا جائے۔ اگر انہیں قیدی بنا کر رکھا جائے تو ان کے ساتھ اچھا سلوک و برتاؤ کیا جائے۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے:

فَإِذا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّى إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاء (۱۳)

"پس (اے ایمان والو) جب تمہارا معاملہ کافروں سے ہو تو ان کی گردنیں اڑادو یہاں تک کہ جب خوب قتل کر چکو تو ان کو رسی سے باندھ لو۔ اس کے بعد (تم کو اختیار ہے کہ یا تو احسان رکھ کر (رہا کردو) یا معاوضہ لے کر چھوڑ دو۔" (جاری ہے)